٭٭٭ تقریر ٭٭٭

تقریر بابت قرآن کریم
وقت 5-7 منٹ

قرآنِ عظیم میں اعداد کا استعمال

(اَحَدٌ اور وَاحِدٌ کا دلچسپ ذکر)

(تقریر نمبر 1)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

قُلۡ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ۚ لَمۡ یَلِدۡ ۙ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ ۙ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ (سورۃ الاخلاص)

ترجمہ یہ ہے تُو کہہ دے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ بے احتیاج ہے۔ نہ اُس نے کسی کو جَنا اور نہ وہ جَنا گیا اور اُس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔

اُس سے ہمارا پاک دل و سینہ ہو گیا
وہ اپنے منہ کا آپ ہی آئینہ ہو گیا
قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اُس کے معرفت کا چمن ناتمام ہے

(درِ ثمین)

معزز سامعین! قرآن شریف ایک جامع اور مانع کتاب ہے۔ جو دنیا کے تمام علوم کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ ان علوم میں علم الاعداد بھی ہے جس کو علم الحروف والارقام یا حسابُ الجُمل بھی کہتے ہیں۔ جس میں عربی کے ہر حرف کی ایک عددی قیمت مقرر ہے۔ جس سے ناموں، الفاظ اور آیات کے اعداد لگائے جاتے ہیں۔ جیسے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ کی کُل تعداد 786 ہے۔ اللہ کے 66، محمدؐ کے 92 اور احد کے 13 ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی پیاری کتاب قرآنِ کریم میں بیسیوں اعداد (ہندسے) استعمال فرمائے ہیں۔ جن کو ترتیب کے ساتھ مَیں آپ حاضرین کے سامنے رکھنے جا رہا ہوں۔ علم الاعداد کی تقاریر کے اِس سلسلہ کے آغاز پر اَحَدٌ، وَاحِدٌ اور اوّل کے استعمال کو زیرِ بحث لا رہا ہوں۔ یہاں اِن ہندسوں کی طاقت اور قوّت بتانے سے کوئی غرض نہیں ہے یعنی Numerlogy بتانی مقصود نہیں۔ تاہم قرآن میں اِس کے استعمال اور معانی و مختصر تفسیر بتانی مقصود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے عدد ایک (1) کے لئے اَحَدٌ اور وَاحِدٌ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ گو دونوں کا ترجمہ "ایک" کیا جاتا ہے لیکن دونوں کے استعمال میں باریک اور عظیم فرق ہے۔ "اَحَدٌ" ایک ہے، بالکل یکتا ہے اِس کا کوئی ثانی نہیں، یہ ناقابل تقسیم ہے، اس جیسا کوئی دوسرا نہیں ہے۔ اِس لئے اللہ تعالیٰ نے قُلۡ ھُوَاللّٰہُ اَحَدٌ کہا ہے۔ وَاحِدٌ نہیں کہا۔ اَحَدٌ کا مطلب یہ ہے کہ وہ ایک ہے اپنی ذات میں، صفات میں اور کمال میں بالکل اکیلا ہے۔

جبکہ "وَاحِدٌ" ایسا فگر ہے جس کے بعد دوسرا اور تیسرا بھی ہو سکتا ہے۔ جیسے کہتے ہیں کہ اکبر کے پاس واحد ٹوپی ہے۔ دوسری بھی ہو سکتی ہے۔ مگر اللہ اکیلا اور ایک ہے۔ اس کا کوئی دوسرا نہیں، کوئی ثانی نہیں جبکہ واحد کے بعد اِثۡنَانِ بھی اور ثَلَاثَۃٍ بھی۔ گویا وَاحِدٌ میں اُس جیسا کوئی دوسرا ہونے کا احتمال پایا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اَحَدٌ یا اَحَدًا کا لفظ 41 بار استعمال فرمایا ہے جبکہ اَحَدُکُمۡ، اَحَدُکُمَا، اَحَدَنَا، اَحَدُھُمۡ، اَحَدُھما اور اِحۡدٰی کے الفاظ 32 بار استعمال ہوئے ہیں۔ جہاں تک وَاحِدٌ کے لفظ کا تعلق ہے۔ وہ 60 سے زیادہ بار استعمال ہوا ہے۔ اِن تمام کی وجہ تسمیہ اور کسی حد تک تشریح تو ایک تقریر میں بیان سے باہر ہے۔ اِس لئے چند

ایک کا ذکر کر دیتا ہوں۔ سب سے پہلے سورۃ الاخلاص کو لیتے ہیں۔ جس میں دو دفعہ "اَحَدٌ" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ میں اَحَدٌ کے استعمال میں توحید ذاتی مراد لی ہے۔ جبکہ دوسرے جگہ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ میں توحید صفاتی کو بیان کیا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں۔

”پہلے توحید ذاتی کا ذکر کیا تھا، اب توحید صفاتی کو بیان کیا ہے۔ یاد رکھنا چاہیے کہ صفات میں شریک ہونے کے یہ معنے نہیں کہ اس کے مشابہ کوئی حرکت انسان سے نہیں ہوتی۔ انسان بھی بصیر اور سمیع ہے اور خدا تعالیٰ بھی بصیر اور سمیع ہے پس بظاہر تو یہ ایک اشتراک نظر آتا ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ بصیر ہے مگر آنکھوں سے نہیں دیکھتا اور خدا سمیع ہے مگر کانوں سے نہیں سنتا، وہ اپنی ذات میں بغیر آلات کے دیکھنے والا اور بغیر آلات کے سننے والا ہے۔ پس گو انسان بصیر اور سمیع ہے مگر اس کی صفات میں شریک قرار نہیں پاسکتا۔“

(تفسیر صغیر سورۃ الاخلاص فٹ نوٹ زیرِ آیت وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ)

نیز آپؓ نے وَاحِدٌ اور اَحَدٌ میں فرق کو یوں بیان فرمایا:

”مفرد کے لئے عربی زبان میں دو الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ وَاحِدٌ اور اَحَدٌ۔ واحد کے معنی ہوتے ہیں۔ ”ایک“ لیکن اُس کے بولنے سے دوسرے کی طرف ذہن جاتا ہے اور کہنے والا سمجھتا ہے کہ ایک کے بعد دو ہے اور دو کے بعد تین ہے اور تین کے بعد چار ہے۔ پس گو یہ لفظ ایک ہونے پر دلالت کرتا ہے مگر تعدّد کے امکان کو ردّ نہیں کرتا۔ اِس کے خلاف اَحَدٌ کے معنی ہوتے ہیں۔ اکیلا اور اکیلے کے بعد کوئی دو کیلا نہیں۔ پس اس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اس وجود کے ساتھ کسی دوسرے ایسے ہی وجود کا کوئی امکان نہیں۔“

(تفسیر صغیر سورۃ الاخلاص فٹ نوٹ زیرِ آیت قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ)

پھر آپؓ نے ایک اور دلچسپ نکتہ یہ بیان فرمایا کہ

”اَحَدٌ“ اور ”وَاحِدٌ“ جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں فرق یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے لئے اَحَدٌ کا لفظ استعمال ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی وحدانیت کو بیان کرتا ہے اور بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس کا اگر تصوّر کریں تو دوسری کسی ذات کا خیال بھی دل میں نہیں آتا۔
اور جب اللہ تعالیٰ کے لئے وَاحِدٌ کا لفظ استعمال کیا جائے تو وہاں صفات کی وحدانیت مراد ہوتی ہے کہ وہ صفات میں واحد ہے یعنی اپنی صفات میں کامل ہے اور اس کے سوا کئی اور وجود نہیں جو صفات کے لحاظ سے کامل ہو۔“

(تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 525)

پھر فرمایا۔

”جیسا کہ حل لغات میں بتایا جاچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی دو صفات ہیں۔ ایک احد ہونا اور دوسری واحد ہونا۔ اور اِن دونوں میں فرق ہے جب ہم واحد کا لفظ بولتے ہیں تو اس کے ساتھ دو، تین، چار یا کم و بیش دوسرے افراد کے وجود کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ انکار نہیں کرتے۔ گویا ہم اس بات کا بھی اقرار کرتے ہیں کہ باقی جو چیزیں ہیں اسی سے نکلی ہیں جس طرح دو تین چار وغیرہ سب عدد ایک سے ہی نکلے ہیں۔ اسی طرح دنیا میں جس قدر بھی اشیاء ہیں وہ سب کی سب اللہ تعالیٰ سے ہی نکلی ہیں اور ہر چیز اپنے کمال کے لئے، اس کے پرتو کی محتاج ہے۔ جس طرح سورج کی روشنی کے بغیر اور کہیں نور نہیں اسی طرح خدا تعالیٰ کے فضل کے بغیر اور کوئی وجود نہیں ہو سکتا۔ یہ تو مفہوم ہے واحد کا۔

احد کا لفظ یہ مضمون بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں یکتا ہے۔ یہ دو قسم کی نفی کرتا ہے۔ پہلی یہ کہ وہ دو سے ایک نہیں ہوا۔ واحد ایک سے دو بنتا ہے۔ اگر پیچھے کی طرف لوٹیں تو دو سے ایک ہو جاتا ہے۔ جہاں تک خدا تعالیٰ کی صفات کا تعلق ہے۔ ان کے ساتھ دنیا کا اشتراک پایا جاتا ہے۔ اس کے پرتو کے ماتحت دوسری اشیاء میں بھی ایک حد تک وہ صفات مل سکتی ہیں گویا واحد کہنے کے ساتھ ہم اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ دنیا میں دوسرے وجود بھی موجود ہیں۔ واحد کے لفظ سے ہم دوسرے کسی وجود کی طرف جاسکتے ہیں۔ مگر احد کے لفظ سے نہیں۔ اسی طرح عربی زبان میں واحد اثنان کہتے ہیں۔ یعنی ایک دو تین، احد۔ اثنان نہیں کہتے۔ تو مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی صفات میں اشتراک ہے۔ ذات میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ سنتا ہے اور اس کے پرتو سے ہمیں بھی سننے کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ کئی نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ کہنا کہ ہم بھی سنتے ہیں اور خدا تعالیٰ بھی سنتا ہے یہ شرک ہے۔ لیکن یہ شرک نہیں۔ کیونکہ ہم جو سنتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت کا پرتو ہے۔ پس جب ہم واحد کا لفظ بولتے ہیں تو اقرار کرتے

ہیں کہ دوسرے وجود بھی دنیا میں ہیں جو اس سے طاقت حاصل کر کے صفات ظاہر کرتے ہیں۔ ایک سے آگے دو، تین، چار، پانچ وغیرہ ہیں اور اگر پھر واپس چلیں تو ایک پر ہی پہنچ جاتے ہیں۔ مگر احد کا لفظ بتاتا ہے کہ نہ اس ایک سے آگے دو تین چار کی طرف جاسکتے ہیں اور نہ واپس ایک کیطرف آسکتے ہیں۔ اور اصل بناء مخاصمت کی یہی ہے۔ بہت سی قومیں ہیں جو ایک سے دو تین کی طرف لے جاتی ہیں اور پھر واپس ایک کی طرف لاتی ہیں۔ چنانچہ عیسائیوں میں یہ دونوں باتیں موجود ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ باپ بیٹا اور روح القدس مل کر ایک ہوا گویا وہ کثرت سے وحدت کی طرف لے جاتے ہیں۔ کہ تینوں مل کر ایک ہو گئے۔ سورۃ الاخلاص یہ کہتی ہے کہ واحدیت تو اقنوم ثلاثہ سے پیدا ہو سکتی ہے لیکن احدیت نہیں پیدا ہو سکتی۔ اور توحید کامل کا یہی مقام ہے چونکہ یہ غلطی خصوصیت کے ساتھ آخری زمانہ میں پیدا ہونے والی تھی۔ اس لئے قرآن کریم کے اختتام پر فرمایا قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ تو کہہ دے اللہ منفرد ہے۔ وہ نہ تو ایک سے بیٹا اور روح القدس بن سکتا ہے اور نہ یہ تینوں واپس ایک ہو سکتے ہیں۔ وہ نہ تو تنوّع اختیار کر سکتا ہے اور نہ اس تنوّع کو مٹانے سے پھر ایک ہوتا ہے۔ الغرض سورۃ الاخلاص اس آخری زمانہ میں خدا تعالیٰ کی احدیت کو ثابت کرنے کے لیے اُتاری گئی ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 10 صفحہ 530-531)

غالباً ایک اللہ کی عبادت کرنے والے کے لیے موحّد کا لفظ بولا جاتا ہے۔ یعنی اللہ کی حقیقی عبادت کرنے والا، اکیلا توحید پرست۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے آنحضورؐ کے متعلق فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِن لوگوں کو... سمجھانا شروع کیا کہ اتنا بڑا علم جو خدا نے مجھے دیا اِس واسطے کے مَیں موحّد ہوں۔ شرک نہیں کرتا اور نمازوں میں دعائیں کرتا ہوں اور اِن دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کو معبود سمجھ کر اس کی عبادت کرتا ہوں۔ مگر تم ساتھ میں شرک بھی کرتے ہو۔ (حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 227) یہ ترجمہ تشریح ہے سورۃ الجن آیت 19۔

سامعین! اَحَدٌ کا لفظ مختلف صیغوں میں 73 بار قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے۔ اِن میں ایک جگہ اَحَدٌ کا لفظ جو بار بار ایک ہی معنوں میں استعمال ہوا ہے وہ ہے کہ مسلمان نبیوں میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے جیسے سورۃ البقرۃ آیت 137 میں فرمایا لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ یعنی ہم اِن میں سے ایک نبی اور دوسرے نبی کے درمیان کوئی بھی فرق نہیں کرتے۔ یہ مضمون اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرۃ کی آیت 286۔ آل عمران آیت 85۔ سورۃ النساء آیت 153 کے علاوہ اَور بہت سی جگہوں میں بیان فرمایا ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ:

"لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡہُمۡ۔ اسی آیت کے یہ معنی نہیں کہ ہم انبیاء کے درجات میں فرق نہیں کرتے کیونکہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے کہ تِلۡکَ الرُّسُلُ فَضَّلۡنَا بَعۡضَہُمۡ عَلٰی بَعۡضٍ (سورۃ البقرۃ:254) یعنی یہ رسول ہیں جن میں سے بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت بخشی تھی۔ پس اس آیت کا یہ مطلب نہیں کہ ہم سب نبیوں کو درجہ اور مقام کے لحاظ سے ایک جیسا سمجھتے ہیں بلکہ صرف یہ مطلب ہے کہ اُن پر ایمان لانے کے لحاظ سے ہم اُن میں کوئی فرق نہیں کرتے۔ چاہے وہ شرعی نبی تھے یا غیر شرعی۔ ورنہ درجوں کا فرق تو خود قرآن کریم نے تسلیم کیا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 211)

سامعین! اَحَدٌ کے حوالے سے تیسری آیت جو مَیں پیش کرنے جا رہا ہوں۔ وہ سورۃ الجنّ کی آیات 19-22 ہیں۔ فرمایا:

وَّاَنَّ الۡمَسٰجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تَدۡعُوۡا مَعَ اللّٰہِ اَحَدًا ۙ﴿۱۹﴾ وَّاَنَّہٗ لَمَّا قَامَ عَبۡدُ اللّٰہِ یَدۡعُوۡہُ کَادُوۡا یَکُوۡنُوۡنَ عَلَیۡہِ لِبَدًا ۔ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَدۡعُوۡا رَبِّیۡ وَلَاۤ اُشۡرِکُ بِہٖۤ اَحَدًا ۔ قُلۡ اِنِّیۡ لَاۤ اَمۡلِکُ لَکُمۡ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا

جن کا ترجمہ یہ ہے کہ یقیناً مسجدیں اللہ ہی کے لئے ہیں پس اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو اور یقیناً جب بھی اللہ کا بندہ اُس کو پکارتے ہوئے کھڑا ہوا تو وہ قریب ہوتے ہیں کہ اس پر غول در غول ٹوٹ پڑیں۔ تُو کہہ دے۔ مَیں صرف اپنے ربّ کو پکاروں گا اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤں گا۔ تُو کہہ دے کہ مَیں تمہارے لئے نہ کسی ضرر کا مالک ہوں اور نہ بھلائی کا۔

ویسے تو اِس آیت میں ایک عام حکم ہے لیکن آج کے دَور میں اِس آیت میں بیان مضمون کی اشد ضرورت اِس لئے ہے کہ بعض ایشیائی ممالک خصوصاً پاکستان میں بعض فرقوں نے اپنی اپنی مساجد مَلی ہوئی ہیں۔ جیسے یہ مسجد دیوبندیوں کی ہے، یہ بریلویوں کی ہے، یہ اہل حدیث کی ہے۔ اِن فرقوں کے علاوہ کوئی دوسرے فرقے کا مسلمان وہاں نماز ادا نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی نماز ادا کر جائے تو عرقِ گلاب سے مسجد کو دھویا جاتا ہے۔ جبکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نصاریٰ کو اپنی طرز پر عبادت کرنے کی

مسجد نبوی میں اجازت دی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مساجد کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے دو دفعہ اَحَدٌ کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ ایک دفعہ مشرک کے لئے کہ وہ اپنے بتوں کی عبادت مسجد میں نہیں کر سکتا۔ کیونکہ آنحضورؐ کے متعلق فرمایا گیا کہ مَیں کسی بُت کی عبادت نہیں کرتا۔ جماعت احمدیہ کی دنیا بھر میں ہزاروں مساجد ہیں۔ یہ عبادت گاہیں دنیا بھر میں ہر اُس شخص کے لئے کھلی ہیں جو اللہ، خدا، پرمیشر کو خدا مانتا ہے۔ ابھی مسجد فضل کا سو سالہ جشن لندن میں منایا جا رہا ہے۔ وہاں ہر مکتبہ ٔفکر اور مذہب کے لوگ آئیں گے، شامل ہوں گے۔ اپنے رنگ میں عبادت کرنا چاہیں تو عبادت کریں گے۔

جماعت احمدیہ کی عبادت گاہوں کی بات چلی ہے تو پاکستان میں So called قانون کے مطابق ہم انہیں باوجود گنبد ہونے کے، باوجود مینار ہونے کے، باوجود محراب ہونے کے، مسجد نہیں کہہ سکتے جبکہ اُن کی بنیاد اور اُن کی تعمیر Purposely مسجد کے نام سے ہوئی ہے۔ ہم نے بیتُ اللہ کی اقتداء میں اپنی عبادت گاہوں کو بیوت کہنا اور لکھنا شروع کر دیا۔ مگر اِس کے باوجود وہ کبھی مینارے مسمار کرتے ہیں اور کبھی محراب کو اور کبھی پوری مسجد کو۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہم ہی اِن مساجد کے مالک ہیں۔ بعض مساجد پر وہ قبضہ بھی کر بیٹھے ہیں۔ وہ جانتے بوجھتے ہوئے کہ اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰہِ کہ تمام مساجد اللہ کے لئے ہیں۔ شدّت پسندی کا اظہار کر کے نفرتوں کے بیج بوتے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے اِن آیات کا ترجمہ اور تشریح یوں فرمائی ہے:

’’مسجدیں اللہ کے لئے ہیں۔ پس اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو اور جب اللہ کا بندہ اُس کی عبادت کے لئے اُٹھا تو اُس پر ٹوٹ پڑنے لگے کہ مَیں اپنے ربّ کی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہیں کرتا۔ کہہ مَیں تمہارے ضرر اور نفع کا اختیار نہیں رکھتا۔ کہہ کوئی مجھے خدائی عذاب سے پناہ نہیں دے سکتا۔‘‘

(حقائق الفرقان جلد 4 صفحہ 226-227)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس آیت کے متعلق فرمایا:

’’اِس کے بعد مساجد کے متعلق فرمایا کہ وہ خالصۃً، اللہ کے لئے بنائی جاتی ہیں۔ ان میں کسی اَور کی عبادت جائز نہیں۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا ذکر ہے کہ عبادت کے دوران آپؐ کو کئی طرح کے غم و حزن اور تفکّرات گھیر لیا کرتے تھے اور بار بار توجہ ہٹانے کی کوشش کرتے تھے مگر آپ کی توجہ اس کے باوجود کلیۃً، اللہ ہی کے لئے خالص ہوا کرتی تھی جبکہ انسان روز مرّہ یہ مشاہدہ کرتا ہے کہ اس کی خوشیاں، اس کے غم، اس کی توجہ کو عبادت سے ہٹانے میں اکثر کامیاب ہو جایا کرتے ہیں۔‘‘

(از تعارف ترجمۃ القرآن سورۃ الجنّ)

سامعین! اَحَدٌ کا لفظ اتنی کثرت سے قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے۔ خاکسار نے جب اِس اہم بابرکت لفظ کے تمام استعمال کو دیکھا، غور کیا تو تقریباً تمام پر ہی کچھ نہ کچھ کہنے اور لکھنے کو دل کیا مگر ایک تقریر تو اِس کی متحمّل ہوتی دکھلائی نہیں دیتی۔ تاہم اللہ تعالیٰ کے لئے اَحَدٌ کے لفظ کے استعمال کے بعد آنحضورؐ کے لیے اَحَدٌ کا لفظ استعمال جان لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (الاحزاب: 41)

ترجمہ: محمد تمہارے (جیسے) مَردوں میں سے کسی کا باپ نہیں بلکہ وہ اللہ کا رسول ہے اور سب نبیوں کا خاتَم ہے اور اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھنے والا ہے۔

اس آیت پر جتنا بھی لکھا یا کہا جائے کم ہے۔ لیکن میری تقریر اِس کی تشریح کی متقاضی نہیں۔ مَیں تو صرف اَحَدٌ کے لفظ کو زیر بحث لا رہا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ’’اَبَاۤ اَحَدٍ‘‘ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں۔ یعنی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم حقیقتاً نہ زیدؓ کے باپ تھے اور نہ تم جیسے انسانوں کے کسی کے باپ ہیں بلکہ وہ تو خاتم النبیین ہیں یعنی آپؐ کو نبیوں کی روحانی اُبوّت عطا فرمائی گئی۔ (حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ) یعنی نفی فرمادی اللہ تعالیٰ نے کہ آپؐ دنیا میں کسی فردِ واحد کے باپ نہیں ہیں۔

سامعین! جہاں تک وَاحِدٌ کے لفظ کا قرآن کریم میں استعمال کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ الرعد آیت 17 میں فرماتا ہے۔ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ کہ تُو کہہ دے کہ اللہ ہی ہر چیز کا خالق ہے اَور وہ یکتا اور صاحبِ جبروت ہے۔ پھر سورۃ ابراہیم آیت 49 میں فرماتا ہے۔ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کہ وہ اللہ واحد و یگانہ، صاحبِ جبروت کے حضور (حاضر ہونے کے لئے) نکل کھڑے ہوں گے۔ سورۃ الزمر آیت 5 کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر اللہ بیٹا بنانے کا ارادہ رکھتا تو اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا چُن لیتا وہ (حقیقی بیٹے کے نقص سے) پاک ہے۔ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ کہ اللہ ایک ہے اور غالب ہے۔ ایک اَور مثال دے کر مَیں آگے بڑھوں گا۔ سورۃ حٰم السجدہ آیت 7 میں آنحضورؐ کے ایک اقرار کا ذکر ہے کہ تُو کہہ دے۔ مَیں بھی تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں۔ میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ اَنَّمَاۤ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ کہ تمہارا معبود صرف ایک معبود ہے پس اُس کے حضور ثباتِ قدم کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور اُس سے بخشش مانگو۔ سورۃ البقرہ آیت 164 میں بھی یہی مضمون ادا ہوا ہے۔

دوسری طرف اُمَّۃً کے ساتھ وَاحِدَۃً کے الفاظ بار بار استعمال ہوئے ہیں اِسی طرح نَفْس اور صَیْحَۃً کے ساتھ وَاحِدَۃً کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں جس کے معنٰی ایک کے ہیں۔

سامعین! عربی گنتی میں اَحَدٌ اور وَاحِدٌ کے علاوہ عدد ''ایک'' کے لئے ''اوّل'' کا لفظ بھی قرآن کریم میں استعمال ہوا ہے۔ اوّل، اوّلُوْن اور اوّلِیْن کے مختلف صیغوں میں 80 کے قریب استعمال ہوا ہے۔ جیسے سورۃ الانعام آیت 15 میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے قُلْ اِنِّیْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ کہ کہہ دے کہ یقیناً مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مَیں ہر ایک سے فرمانبرداروں میں اوّل رہوں۔ یعنی پہلے نمبر پر رہوں۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اِس کی تشریح میں فرمایا ہے کہ اوّل درجہ کا فرمانبردار ہوں۔ (حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 143) حضرت خلیفۃُ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے سورۃ الزمر آیت 13 وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمُوْنَ کا ترجمہ یہ فرمایا ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے مَیں سب فرمانبرداروں میں سے پہلا ہو جاؤں۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے بڑا فرمانبردار ہو جاؤں، ترجمہ کیا ہے۔

الغرض اوّل کے معنی پہلے کے ہیں، نمبر 1 کے ہیں وہاں سب سے بہتر، سب سے بڑا کے بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے متعلق فرماتا ہے۔ ھُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرَۃُ (الحدید:4) کہ وہ اوّل بھی ہے اور آخر بھی۔ صِبْغَۃَ اللہِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللہِ صِبْغَۃً کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی صفت اوّل کی اتباع میں ہر مؤمن کو ہر نیکی میں اوّل رہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

''قرآن کریم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ پاک کتاب ہے اور ہر قسم کے ممکنہ عیب سے پاک ہے اور نہ صرف پاک ہے بلکہ ہر قسم کی حسین اور خوبصورت تعلیم اس میں پائی جاتی ہے جس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔ اور اس میں وہ تمام خوبیاں شامل کر دی گئی ہیں جن کی پہلے صحیفوں میں کمی تھی اور اب یہی ایک تعلیم ہے جو ہر ایک قسم کی کمی سے پاک ہے۔ بلکہ اس تعلیم پر عمل کر کے ہر برائی سے بچا جا سکتا ہے۔ اور نہ صرف بچا جا سکتا ہے بلکہ اس کی تعلیم پر عمل کرنے اور اس تعلیم کو لاگو کرنے سے ہی اپنی اور دنیا کی اصلاح ممکن ہے۔ یعنی یہ تعلیم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری یہی اب دنیا کی اصلاح کی، دنیا میں نیکیاں رائج کرنے کی، دنیا میں امن قائم کرنے کی، دنیا میں عبادت گزار پیدا کرنے کی، دنیا میں ہر طبقے کے حقوق قائم کرنے کی ضمانت ہے۔ تو جس نبی پر یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ کامل اور مکمل تعلیم اتری اور جو خَاتَمَ النَّبِیِّیْن کہلائے، جن کے بعد کوئی نئی شریعت آ ہی نہیں سکتی اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے۔ تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود اس تعلیم پر کس قدر عمل کرنے والے ہوں گے، اس کا تصور بھی انسانی سوچ سے باہر ہے ...... اس آخری کتاب کو پڑھنے کے بعد یہ ممکن ہی نہیں کہ کسی اور شریعت یا کتاب سے رہنمائی لی جائے۔ کیونکہ پہلوں کی باتیں بھی اس میں آ چکی ہیں اور آئندہ کی باتیں اور خبریں بھی اس میں آ چکی ہیں۔''

(خطبہ جمعہ 4/ مارچ 2005ء)

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✡✡✡✡